www.wilayattimes.com
اشاعت کا دوسرا سال
ہفت روزہ
WILAYAT TIMES

ولایت ٹائمز

سرینگر

اللہ کی ولایت مومنین اور متقین پر ھے وہ انھیں تاریکی سے روشنی کی طرف نکال لاتا ھے

جلد:3 ☆ شمارہ نمبر:30 ☆ تاریخ:6 نومبر تا 12 نومبر 2017ء بمطابق 17 صفر تا 23 صفر 1439ھ ☆ صفحات:8

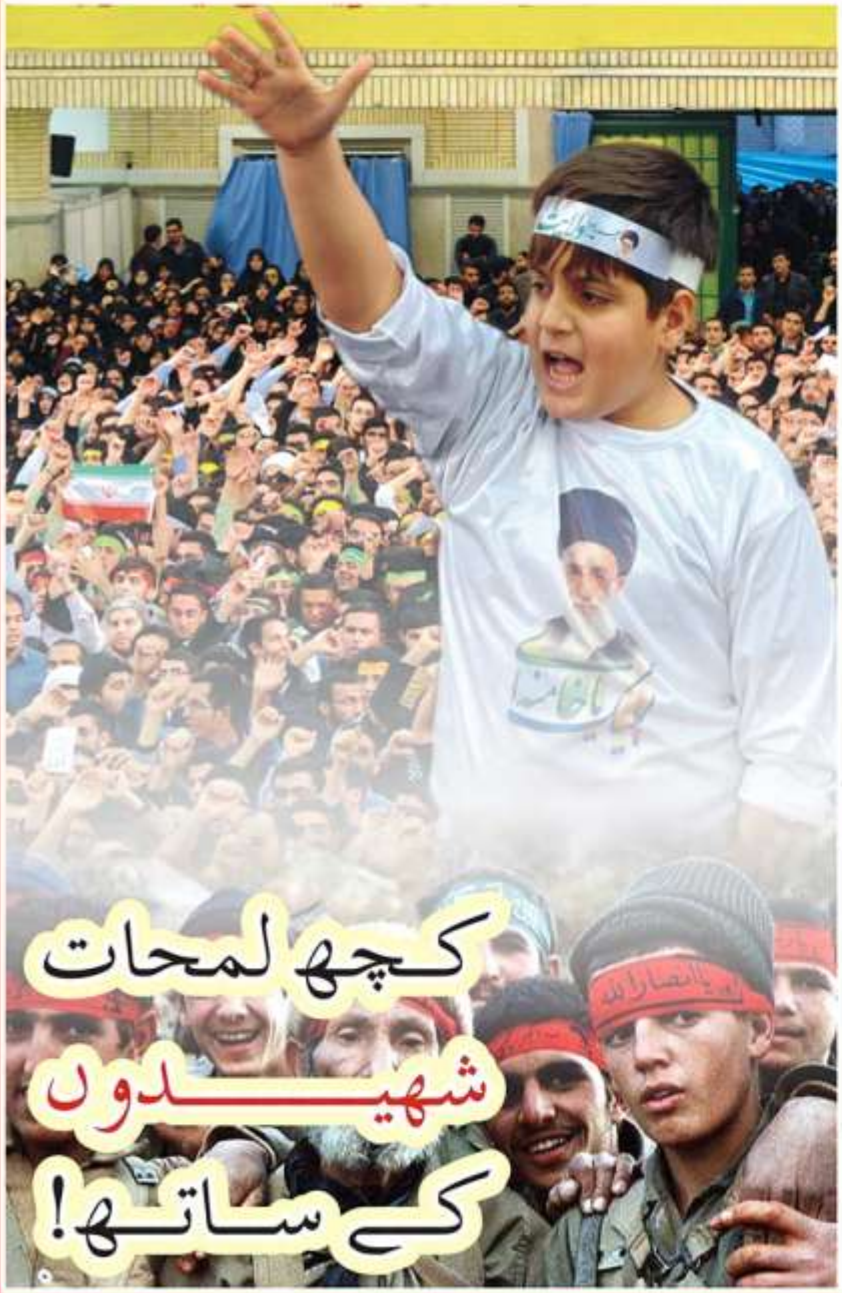

٣

کشمیر کا انڈیا سے الحاق؟

٥

مذاکراتی عمل ایک خوش آئیند قدم البتہ؟

٤

علامہ اقبالؒ دورِ جدید کے زمانے کا رہبر

www.wilayattimes.com

کچھ لمحات شہیدوں کے ساتھ!

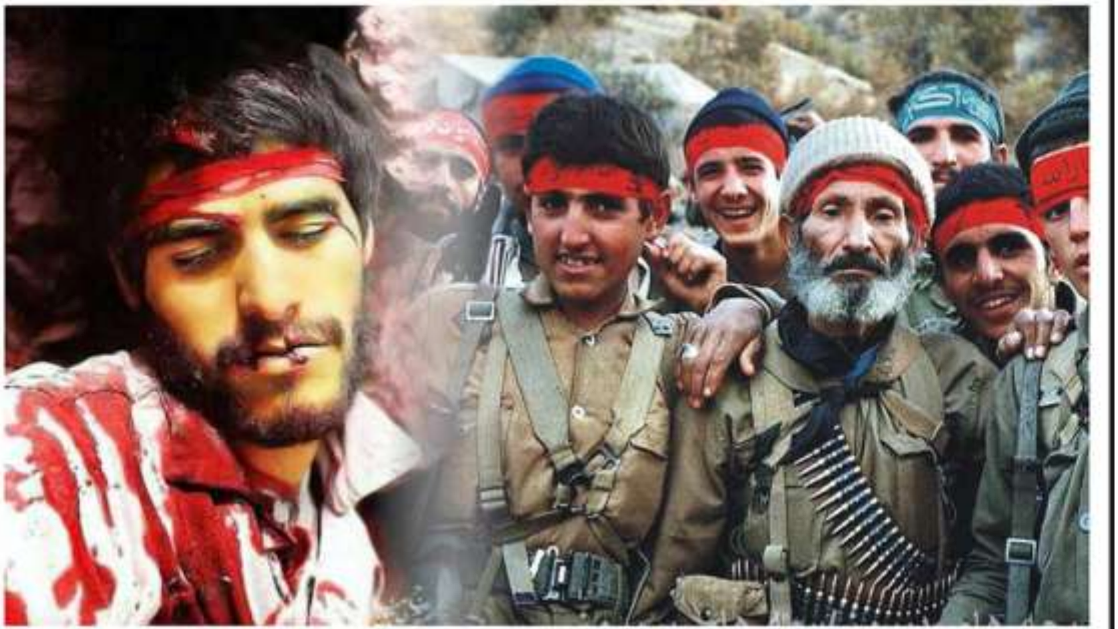

شہید کے بیٹے نے بتایا ، میں اپنی ماں کے ساتھ اس پتہ پر گیا کہ جو خواب میں میرے باپ نے مجھے دیا تھا ہم نے دیکھا کہ وہ ایڈریس درست ہے ! ہم نے دروازہ کھٹکھٹایا جب اس شہید کی بیوی نے دروازہ کھولا تو فورا اس نے پوچھا کہ تم فلاں ہو !!! گویا ہمیں بہت پہلے سے جانتی ہے !!! بڑی گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا اور کہا کہ میرا شوہر خواب میں آیا تھا اس نے کہا کہ فلاں شخص ہماری بیٹی کا رشتہ مانگنے آئے گا۔۔۔ ہم اس وقت آپ ہی کا انتظار کر رہے تھے۔ آقائے قرآئتی نے مزید بتایا : اس وقت میرے پاس دو شہیدوں کے فوٹو ہیں۔ ساتھ ہی یہ بتادوں کہ میں سال میں شاید دو خواب بیان کرتا ہوں لیکن اس کی میں نے خود تحقیق کی ہے ،یہ خواب نہیں تھا گویا سب کچھ بیداری میں ہوا ہے ، لڑکی پی ایچ ڈی ہے اور لڑکا ایم اے پاس ہے !

اچانک میں نے دیکھا کہ تمام شہداء آ گئے ہیں اور ان کے بعد امام خمینی اعلی اللہ مقامہ تشریف لائے تمام شہیدوں نے امام خمینی کے احترام میں ان کے لیے راستہ چھوڑا۔ امام خمینی آگے آئے اور ڈانٹ کر مجھ سے کہا کہ: میں نے تیرے باپ کو جنگ پر جانے کا حکم دیا تھا، اگر کچھ کہنا ہے تو مجھ سے کہو تم نے کیوں اپنے باپ کو دکھی کیا ہے؟ تم نے ایسا کیوں کیا؟

عالمی اردو خبررساں ادارے نیوزنور کی رپورٹ کے مطابق 16 اکتوبر 2017 کو جمہوری اسلامی ایران کے سرکاری ٹی وی کے چینل تین کے پروگرام "بسوئے خدا" میں شہرہ آفاق مفسر قرآن استاد شیخ محسن قرائتی نے شہداء کے حوالے سے ایک واقعہ بیان کیا، جس کا ترجمہ قارئین کے نذر ہے:

جناب استاد آقای محسن قرآئتی صاحب نے اپنے گفتگو کو یوں بیان کیا: میں خواب کا ذکر بالکل نہیں کروں گا، چونکہ میں نے اس واقعے کی تحقیق کی ہے اور میں آج صبح ہی شہید کے گھر پر تھا اور چونکہ یہ خواب سچا ہے اور ایسا ہے جیسے بیداری میں دیکھا گیا ہو اور چونکہ میں نے خود اس کے بارے میں تحقیق کی ہے لہذا آپ کو بتا رہا ہوں۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک شہید کے بیٹے نے مجھے بتایا کہ میں کئی جگہوں پر رشتہ لے کر گیا لیکن نہیں ہو پایا، آخر کار میں ایک لڑکی کا ہاتھ مانگنے گیا اور مجھے بہت اچھا لگا، لیکن رشتے کے سلسلے میں بات چیت کے دوران لڑکی نے مجھے بتایا: چونکہ آپ کا باپ شہید ہو چکا ہے لہذا میں آپ سے شادی نہیں کروں گی، میں چاہتی ہوں کہ میرا سسر زندہ ہو۔

شہید کے فرزند نے مجھ سے کہا کہ میں دکھی ہو کر گھر چلا گیا اور میں نے اپنے باپ کے فوٹو والا فریم اٹھایا اور دکھی ہو کر کہا:

آپ کیوں جنگ کرنے کے لیے گئے کہ جس کی وجہ سے میں اور پانچ چھ دوسرے بچے یتیم ہو گئے اور ہمیں اس قدر تکلیف اٹھانی پڑی ہے اور اب یہ باتیں سنی پڑ رہی ہیں!!!

شہید کے فرزند نے مجھے بتایا: کچھ ہی دیر میں اچانک مجھے نیند آ گئی حالانکہ وہ وقت میرے سونے کا نہیں تھا!!!

خواب میں میرا باپ آیا اور اس نے غصہ کرتے ہوئے مجھے کہا:

میں اپنی مرضی سے تو جنگ کے لیے نہیں گیا تھا، میں اپنے ملک کے دفاع کی خاطر امام خمینی کے فتوے کے مطابق جنگ پر گیا تھا، پس تم کیوں کہتے ہو کہ کیوں جنگ کے لیے گئے؟!!

اچانک میں نے دیکھا کہ تمام شہدا آ گئے ہیں اور ان کے بعد امام خمینی اعلی اللہ مقامہ تشریف لائے تمام شہیدوں نے امام خمینی کے احترام میں ان کے لیے راستہ چھوڑا۔ امام خمینی آگے آئے اور ڈانٹ کر مجھ سے کہا کہ میں نے تیرے باپ کو جنگ پر جانے کا حکم دیا تھا، اگر کچھ کہنا ہے تو مجھ سے کہو تم نے کیوں اپنے باپ کو دکھی کیا ہے؟ تم نے ایسا کیوں کیا؟

امام خمینی نے اپنا موقف میری طرف سے موڑا اور ایک شہید کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آگے آؤ!!!

سارے شہید آپ کے احترام میں کھڑے ہو گئے، وہ شہید آگے آیا، امام خمینی نے اسے حکم دیا تم اپنی بیٹی کا رشتہ اس شہید کے بیٹے کو دے دو۔

شہید نے فوراً قبول کیا اور کہا کہ یہ رہا میرے گھر کا پتہ،

چنانچہ اس نے خواب میں ہی ایڈریس شہید کے بیٹے کو بتایا!

شہید کے بیٹے نے بتایا کہ میں نیند سے اٹھا اور پورا واقعہ اپنی ماں کو بتایا، ماں نے کہا ایڈریس مجھے دو میں ابھی جاتی ہوں اگر رشتہ ہو گیا تو اچھی بات ہے نہ ہوا تب بھی ہمارا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

شہید کے بیٹے نے بتایا، میں اپنی ماں کے ساتھ اس پتہ پر گیا کہ جو خواب میں میرے باپ نے مجھے دیا تھا ہم نے دیکھا کہ وہ ایڈریس درست ہے! ہم نے دروازہ کھٹکھٹایا جب اس شہید کی بیوی نے دروازہ کھولا تو فوراً اس نے پوچھا کہ تم فلاں ہو!!! گویا ہمیں بہت پہلے سے جانتی ہے!!! بڑی گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا اور کہا کہ میرا شوہر خواب میں آیا تھا اس نے کہا کہ فلاں شخص ہماری بیٹی کا رشتہ مانگنے آئے گا۔۔۔ ہم اس وقت آپ ہی کا انتظار کر رہے تھے۔

آقا قرآئتی نے مزید بتایا: اس وقت میرے پاس دو شہیدوں کے فوٹو ہیں۔ ساتھ ہی یہ بتادوں کہ میں سال میں شاید دو خواب بیان کرتا ہوں لیکن اس کی میں نے خود تحقیق کی ہے، یہ خواب نہیں تھا گویا سب کچھ بیداری میں ہوا ہے، لڑکی پی ایچ ڈی ہے اور لڑکا ایم اے پاس ہے!

آقا قرآئتی نے مزید بتایا: میں نے یہ خواب آپ کو بتا دیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کل سے لڑکے اور لڑکیاں امام خمینی سے اپنے لیے بیوی یا شوہر مانگنا شروع کر دیں، امام خمینی کی ذمہ داری شادی کروانا نہیں ہے، لیکن کبھی وہ آ جاتے ہیں تا کہ ہم پر عیاں ہو جائے۔

کشمیر کا انڈیا سے الحاق 70 برس بعد بھی متنازع کیوں؟

اگست 1947 میں جب برصغیر کی تقسیم ہو رہی تھی تو شاہی ریاست جموں اور کشمیر بھی ایک فیصلے کی منتظر تھی۔ یہ ریاست اپنی آزاد حیثیت قائم رکھنے کی امید رکھتی تھی لیکن حالات کے پیش نظر اسے ایک جانب الحاق کرنا پڑا۔ بی بی سی کے نامہ نگار عامر پیرزادہ نے وادی میں سفر کیا اور اس وقت کی داستانیں سنیں اور جاننے کی کوشش کی کہ کیسے کشمیر کی تاریخ کے اس اہم لمحے پر آج بھی بحث کی جاتی ہے۔ اکتوبر 1947 میں محمد سلطان ٹھکر کی عمر 15 برس تھی اور وہ اوڑی کے مہورا ہائیڈرو الیکٹرک پاور سٹیشن میں ملازم تھے۔ جب قبائلی جنگجوؤں نے کشمیر پر دھاوا بولا۔ یہ جموں و کشمیر کا واحد بجلی گھر تھا جہاں سے سری نگر کو بھی بجلی فراہم کی جاتی تھی۔ انھیں پاکستان سے پشتون قبائل کی آمد یاد ہے۔ وہ انھیں 'قبائلی' کہہ کر یاد کرتے ہیں۔ بجلی گھر کے کھنڈروں میں بیٹھ کر بی بی سی سے بات کرتے ہوئے محمد سلطان نے بتایا 'مہاراجہ کی افواج اوڑی سے پسپا ہو کر مہورا پہنچ گئی تھیں۔ وہ قبائلیوں کے خلاف یہاں لڑیں۔ یہاں انھوں نے بنکر بنائے۔ قبائلی جنگلوں سے نکل کر گولیاں چلاتے تھے۔ پھر مہاراجہ کی افواج بھاگ کھڑی ہوئیں۔' محمد سلطان اور ان کا خاندان بھی بھاگ کر جنگل میں جا چھپا اور وہاں ایک ہفتے تک رہا۔ ان کے خیال میں وہ قبائلی لٹیرے تھے۔ 'ہم خوفزدہ تھے۔ کوئی ہمیں بھی مار سکتا تھا اس لیے ہم چھپ گئے تھے۔' کیا وہ پاکستانی قبائلی کشمیر میں اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لیے آئے تھے یا صرف حملہ آور تھے؟ جموں و کشمیر مسلم اکثریتی ریاست تھی لیکن اس کا راجہ ہندو تھا۔ ریاست میں 1930 کی دہائی سے مسلمان مزید حقوق کے لیے تحریک چلا رہے تھے اور سنہ 1947 میں تقسیم برصغیر کے نتیجے میں شروع ہونے والے تشدد کے اثرات بھی ریاست پر پڑ رہے تھے۔ پنجاب سے جان بچا کر بھاگنے والے ہندو جموں پہنچے تھے اور انھوں نے خود پر بیتنے والی کہانیاں سنائی تھیں۔ اس کے بعد وہاں بسنے والے ہندو مسلمانوں کے خلاف ہو گئے۔ مہاراجہ ہری سنگھ جن کے ڈوگرہ خاندان نے جموں اور کشمیر پر تقریباً ایک صدی حکمرانی کی۔ کشمیر کی حکومت میں اہم عہدوں پر فائز رہنے والے تاریخ دان ڈاکٹر عبدالاحد کا کہنا ہے کہ 'پاکستان کے پشتون قبائل مدد کرنے آئے تھے لیکن ان میں کچھ 'بدمعاش' عناصر بھی موجود تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ 15 اگست کے بعد مسلمانوں کے خلاف تشدد میں تیزی آگئی تھی۔' پاکستان سے لوگ، مجاہدین، قبائلی جیسے کہ آفریدی، پٹھان اور پشتون مدد کرنے آئے تاکہ اس آزاد حکومت کو مستحکم کیا جا سکے جس کا اعلان مظفرآباد اور پونچھ کے عوام نے کیا ہے۔' پروفیسر صدیق واحد اتفاق کرتے ہیں کہ قبائلی مداخلت جموں میں ہونے والی ہنگامہ آرائی کا ردعمل تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ 'پاکستان مضطرب ہو گیا اور اس نے فوجیوں کو عام شہریوں یا پٹھانوں کے بھیس میں بھیجا۔ اس کہانی کی بڑی حد تک تصدیق ہو جاتی ہے لیکن اصل حالات و واقعات ابھی واضح نہیں ہیں۔'

اصل حالات و واقعات چاہے ابھی واضح نہ ہوں لیکن پاکستانی قبائلیوں کے کچھ اقدامات ایسے تھے جو بدنامی کا باعث بنے۔

انھوں نے 27 اکتوبر 1947 کو بارہ مولا میں سینٹ جوزف کانونٹ اینڈ ہاسپٹل پر حملہ کیا۔ شمالی کشمیر میں یہ واحد مسیحی ادارہ تھا۔ سسٹر ایمیلیا کی جان اس حملے میں بچ گئی اور جب سنہ 1987 میں ان کی بہن کیلسٹینا کانونٹ آئیں تو اس وقت بھی وہ حیات تھیں۔ اب ان کا انتقال ہو چکا ہے لیکن سسٹر کیلسٹینا ان کی باتیں یاد کرتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں: 'قبائلی حملے میں بہت زیادہ لوگ قتل ہوئے۔ فرنسسکن مشنریز آرڈر آف میری کی ایک نن سسٹر ٹیریسالینا بتاتی ہیں کہ 'سسٹر تیریسلینا، ڈاکٹر بیرٹو، کرنل ڈائیکس، ان کی اہلیہ اور نرس فلومینا کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ ہسپتال کی ایک مریض موتیا دیوی کپور کو بھی مار دیا گیا۔ عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ قبائلیوں کو پاکستانی فوج کی خاموش حمایت حاصل تھی۔ بارہ مولا کے بعد ان کا اگلا ٹھکانہ سری نگر اور اس کا فوجی اڈہ تھا۔

بارہ مولا میں محمد مقبول شیروانی کی یادگار

اس دوران ایک نوجوان کشمیری رہنما مقبول شیروانی نے آگے بڑھ کر قبائلیوں کی پیش قدمی روک دی۔ انڈین فوجیں 27 اکتوبر 1947 کو سری نگر میں اتریں اور لڑائی کا آغاز کیا۔ جب قبائلیوں کو شیروانی کے دہرے پن کا علم ہوا انھوں نے اسے سولی پر چڑھا دیا۔ انڈین حکومت کی جانب سے انھیں 'شہید' قرار دیا جاتا ہے جبکہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے کشمیری انھیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان کے خاندان نے انٹرویو دینے کی درخواست بھی مسترد کر دی۔ اور یہیں کشمیر کی پیچیدگیاں ابھر کر سامنے آتی ہیں۔ کشمیر کے موضوع کے ماہر ڈاکٹر اینڈریو وائٹ ہیڈ کہتے ہیں کہ 'بعض اوقات بھلا دیا جاتا ہے یا نظرانداز کر دیا جاتا ہے لیکن 70 سال قبل کشمیر میں ایک بڑی جنگ کی تیاری تھی۔' ہزاروں کی تعداد میں افراد سری نگر کی سڑکوں پر نکل آئے تھے۔ وہ مہاراجہ کے خلاف نہ صرف عظیم کشمیر قوم پرست رہنما شیخ عبداللہ بلکہ انڈین حکمرانی کی حمایت میں مظاہرے کر رہے تھے۔' جسیم سنگھ کا تعلق ڈوگرہ شاہی خاندان سے ہے جو کبھی جموں اور کشمیر پر حکومت کرتا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ 'مہاراجہ ہری سنگھ کو جب دھمکایا گیا تو وہ انڈیا میں شامل ہو گئے۔' جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا مہاراجہ جموں اور کشمیر کو انڈیا اور پاکستان سے الگ آزاد ریاست کے طور پر رکھنا چاہتے تھے تو انھوں نے مہاراجہ کی روشن خیالی کی تعریف کی۔ ان کا کہنا تھا کہ 'مہاراجہ جموں اور کشمیر کی مخلوط ثقافت کے بارے میں جانتے تھے۔ وہ انڈیا کی مخلوط ثقافت کے بارے میں بھی جانتے تھے۔ وہ جمہوریت رکھتے تھے۔ وہ جموں اور کشمیر کے لوگوں کی رائے جاننا چاہتے تھے۔' لیکن کشمیر میں بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ الحاق کا قدم 'سیدھا سادہ' سا تھا جہاں لوگوں کو سمجھ نہیں تھی کہ کیا ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر عبدالاحد بیباک ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ 'کشمیر (انڈیا کا) حصہ اس دھوکہ دہی اور جعلی الحاق سے بنا۔' وہ کہتے ہیں کہ 'لوگ الحاق کے حق میں بالکل نہیں تھے۔ ایک چھوٹی سی اقلیت تھی جس نے شیخ عبداللہ کی حمایت کی۔' شیخ عبداللہ سنہ 1949 میں سری نگر میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر احد کہتے ہیں کہ شیخ عبداللہ نے انڈین حکومت کے ساتھ 'ساز باز' کی اور کشمیر کا سلطان بننے کے ان کے اپنے مقاصد اس کے پیچھے کارفرما تھے۔ ڈاکٹر صدیق واحد کہتے ہیں کہ صورتحال زیادہ نازک تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ 'آبادی کا بڑا حصہ شاید خوش تھا کیونکہ وہ شیخ عبداللہ کے ساتھ تھا اور انھوں نے اس وقت شیخ عبداللہ اور کشمیر کے عوام کو کروائی جانے والی یقین دہانی کی بنیاد پر اتفاق کیا تھا۔ میرے خیال میں آبادی کا ایک بڑا حصہ اس سے ناخوش بھی تھا لیکن وہ کچھ کر نہیں سکتے تھے۔'

متنازع تاریخ

الحاق کی اصل تاریخ کیا تھی اور دستاویز پر کس نے دستخط کیے اس پر آج بھی بحث جاری ہے۔ انڈیا کا کہنا ہے کہ مہاراجہ ہری سنگھ نے الحاق کی دستاویز پر 26 اکتوبر کو سری نگر سے جموں بھاگ آنے کے بعد اپنے محل میں دستخط کیے تھے۔ لیکن انڈین وزیراعظم جواہر لال نہرو کے نمائندے وی پی مینن 27 اکتوبر 1947 کو جموں پہنچ سکے تھے۔ پروفیسر صدیق واحد کہتے ہیں کہ 'یہ رضانامے پر دستخط ہوئے تھے جو مشروط تھے۔ اس بنیاد پر مشروط تھے کہ مہاراجہ جس کے پاس اس رضانامے کا اختیار تھا وہ اپنے لوگوں سے مشاورت کرے گا۔' لیکن جسیم سنگھ کا کہنا ہے کہ لوگوں کی خواہش کی نمائندگی پارلیمان نے کی جو مہاراجہ نے قائم کی تھی۔ پروفیسر واحد کہتے ہیں کہ 'تین معاملات میں خودمختاری سے جزوی دستبرداری کی گئی۔ ان میں دفاع، خارجہ امور اور مواصلات شامل تھے۔' مہاراجہ نے جموں اور کشمیر چھوڑ دیا اور کبھی واپس نہیں آئے اور شیخ عبداللہ ریاست کے پہلے وزیراعظم بن گئے۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد انڈین وزیراعظم جواہر لال نہرو نے انھیں سنہ 1953 میں غداری کے الزام میں جیل بھیج دیا۔ انڈیا کا کہنا تھا کہ 'شیر کشمیر' آزادی کی منصوبہ بندی کر رہا تھا۔ سری نگر میں یونیورسٹی طالب علم سمجھتے ہیں کہ انڈیا کے ساتھ الحاق ہی اکتوبر 1947 میں واحد راستہ تھا۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ اس وقت سے ان کی امیدیں اور خواب منتشر ہوئے ہیں۔ بہت سارے نوجوان کشمیری انڈین حکومت سے نالاں ہیں۔ ایک پی ایچ ڈی طالبہ طیبہ پنڈت کہتی ہیں: 'میرا یقین ہے کہ ہم کبھی انڈیا کا حصہ نہیں تھے، انڈیا کا حصہ نہیں ہیں اور کبھی بھی انڈیا کا حصہ نہیں بن سکتے۔' قانون کے طالب علم وسیم مشتاق کہتے ہیں انڈیا 'وعدہ خلافی' کا مجرم ہے اور اس نے ریاست کے ساتھ اتنا برا سلوک کیا ہے کہ اب صرف پاکستان میں شمولیت کا راستہ بچا ہے۔ تاہم بزنس کے طالب علم فیض اسلام کہتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ انڈیا کشمیریوں کے دل جیت لے اگرچہ اس کی فوج نے اس کے ساتھ ایک پلتے بڑھتے 'دہشت گرد' جیسا سلوک کیا ہے۔ 'اس (انڈیا) کو کشمیر میں مزید لوگوں تک پہنچنا ہوگا اور ان پر اچھے اعتماد کے اظہار کی ضرورت ہے۔' تاریخ سے فرق نہیں پڑتا کس نے کیا کیا کیونکہ اگر انڈیا یہ مسئلہ سلجھانے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ بآسانی کر سکتا ہے۔' (بشکریہ بی بی سی)

علامہ اقبالؒ دورِ جدید کے زمانے کا رہبر

علامہ محمد اقبالؒ کو ساری اُمیدیں طالب علم سے تھی۔ لہذا اپنی آرزوں کے تکمیل کے سراپا کو اقبالؒ نے بہت گہرے نگاہوں سے دیکھا اور اُسے متوجہ کیا جھنجوڑا کہ طالب علم کیا ہو۔ شکوہ بھی کیا، گلا بھی کیا، تنقید بھی کی، تعمیر بھی کی، اُسے راستہ بھی بتایا، اُسے آگاہ بھی کیا، غرض طالب علم کا نقشہ بنا کر اقبالؒ نے پیش کیا یعنی 'صدف' کا۔

تحریر: غلام محمد ملہ
بال کنزر

"مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں"

تاریخ بشریت میں انبیاؑ و معصومینؑ کے بعد بہت کم و انگشت شمار انسان، بالغ، صاحب نظر پیدا ہوئے ہیں۔ ان انسانوں میں سے جو وسیع درک رکھتے ہیں، جن کی فکر، افق بہت وسیع ہیں اور وہ لوگ جو بصیرت الٰہی سے بہت کچھ دیکھنے کے قابل ہیں، جو معمولی لوگ دیکھ نہیں پاتے۔ ان میں سے ایک ہدیہ خداوند کریم نے برصغیر میں دیا "علامہ محمد اقبالؒ" کی صورت میں۔

علامہ محمد اقبالؒ ان ہستیوں میں سے ایک ہستی ہے جو اپنے زمانے سے بہت پہلے آجاتے ہیں۔ ایسے ذرہ گوہر خدا ایسے نہیں بھیج دیتا، بلکہ ان کی کوئی رسالت اور ذمہ داری ہوتی ہیں جو اپنے زمانوں سے پہلے آجاتے ہیں اور نہ صرف ایک نسل بلکہ کئی نسلوں کی ہدایت و رہنمائی کریں۔

علامہ محمد اقبالؒ خود بھی کہتے ہیں کہ جس زمانے میں میں آیا ہوں وہ زمانہ میرا زمانہ نہیں ہے، یہ عصر میرا عصر نہیں ہے۔ جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں وہ یہ سن نہیں رہے ہیں اور جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں وہ یہ نہیں دیکھ رہے ہیں ہے۔ میرا زمانہ آنے گا بعد میں! اسلئے علامہ اقبالؒ کہتے ہیں

"من شاعرِ نوائے فردا استم"

میں کل کے شاعر کی نوا ہوں یعنی آنے والی نسلوں کا شاعر، رہنما اور رہبر ہوں۔ میرے مخاطب ابھی پیدا ہونا باقی ہیں اور حقیقت یہی ہے کہ ابھی اقبال کے مخاطبین کو پیدا ہونا ہے۔ ان کو پیدا ہونا باقی ہے اور حقیقت یہی ہے کہ ابھی اقبال کے مخاطبین کو پیدا ہونا ہے ان کو جنم لینا ہے۔ اقبال کا پیغام اپنا مخاطب خود پیدا کرتا ہے۔ اقبال کا پیغام انسان آفرین ہے، شاہین آفرین ہے، عقاب آفرین ہے۔ اقبال کا پیغام لوری نہیں ہے بلکہ اقبال کا پیغام سوئیوں کو بیدار کرنے والا ہے۔ اقبال نے جو کچھ بھی دیکھا سب کو دکھانے کی اشد کوششیں کی اور اس کا ذکر اپنے کلام میں مسلسل کرتے رہے۔

"اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن! اپنا تو بن"

علامہ محمد اقبالؒ کو ساری اُمیدیں طالب علم سے تھی۔ لہذا اپنی آرزوں کے تکمیل کے سراپا کو اقبالؒ نے بہت گہرے نگاہوں سے دیکھا اور اُسے متوجہ کیا جھنجوڑا کہ طالب علم کیا ہو۔ شکوہ بھی کیا، گلا بھی کیا، تنقید بھی کی، تعمیر بھی کی، اسے راستہ بھی بتایا، اسے آگاہ بھی کیا، غرض طالب علم کا نقشہ بنا کر اقبالؒ نے پیش کیا یعنی 'صدف' کا۔

طالب علم اقبالؒ کا صدف ہے جس کے اندر قطرہ پیغام جانے گا گوہر بن جائے گا۔ یہ گوہر بن کر جب سامنے آجائے گا کسی قوم کی تقدیر بدل جائے گی، کوئی ملک غلامی سے نجات پائے گا، کوئی قوم ذلت و زبونی اور رسوائی سے باہر آجائے گی۔ اسلئے علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں جب تک وہ گوہر پیش نہیں ہوگا قوم کی ذلت باقی ہے۔ علامہ اقبالؒ "ضرب کلیم" میں "سلطان ٹیپو کی وصیت" میں طالب علم سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

"تو رہ نوردِ شوق ہے منزل نہ کر قبول
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول
اے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تند و تیز
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول
کھویا نہ جا صنم کدہ کائنات میں
محفل گداز! گرمیٔ محفل نہ کر قبول
صبح ازل یہ مجھ سے کہا جبرائیلؑ نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول
باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول"

علامہ محمد اقبالؒ اپنے صدف کو نہ صرف شاہین و باز دیکھنا چاہتا ہے بلکہ شاہ باز دیکھنا چاہتا ہے اور ہمیشہ یہ نصیحت کرتے رہیں کہ لاش خوروں کے مدرسوں میں نہ جایا کرو کیونکہ وہاں صرف دھوکہ ملتا ہے۔ ایک 'طالب علم' نظم میں طالب علم سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

"کہ خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے صاحب کتاب نہیں"

علامہ محمد اقبالؒ عصر حاضر کے طالب علم سے فرماتے ہیں اور انہیں آگاہ کرتے ہیں کہ۔

"عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
قبض کی روح تیری دے کے تجھے فکر معاش
دل لرزتا ہے حریفانہ کشاکش سے تیرا
زندگی موت ہے کھو دیتی ہے جب ذوقِ خراش"

اقبالؒ کے پیغام کے ذریعے خداوندا اس سرزمین پر، اس کشت ویران میں ابدائی عطا فرمائے۔ اور اقبالؒ کے پیغام کے ذریعے وہ صدف پیدا ہو جس کی تمنا اقبالؒ ہمیشہ کرتے رہے۔

فون نمبر:- 9797879440

شہر سرینگر سمیت شمال وجنوب میں آوارہ کتوں کی بڑھتی تعداد سے، لوگوں میں خوف ودہشت

بچے اور بزرگ افراد کا گھروں سے باہر نکلنا محال، صبح اور شام کے وقت مساجد کو جاتے وقت کئی افراد پر حملے

سرینگر/شہر سرینگر سمیت وادی کے درجنوں قصبہ جات اور دیہات میں آوارہ کتوں کی بڑھتی تعداد سے لوگوں خاص کر بچوں اور بزرگوں میں خوف ودہشت کی لہر دوڑ گئی ہے اور شام اور صبح کے وقت مسجدوں کی طرح جانے والے نمازیوں پر آوارہ کتوں کے جھنڈ حملہ کرتے انہیں زخمی کر دیتے ہیں۔ اسی دوران عوامی حلقوں سے اس بات پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے کہ بلدیاتی اداروں کی جانب سے وادی کے لوگوں کو اس مصیبت سے نجات دلانے کیلئے کسی بھی طرح کی کارروائی عمل میں نہیں لائی جا رہی ہے۔ ''ولایت ٹائمز'' نے نقل کیا ہے کہ ''سی این آئی'' کی رپورٹ کے مطابق شہر سرینگر اور دیگر قصبہ جات میں کوڑا کرکٹ کے ڈھیر جمع رہنے کے نتیجے میں ان ڈھیروں کے آس پاس درجنوں آوارہ کتے جھنڈوں کی صورت میں موجود رہتے کے دوران عام شہریوں کا سڑکوں سے گزرنا مشکل بن گیا ہے۔ وادی کے شمال وجنوب میں آوارہ کتوں کی بڑھتی تعداد سے لوگوں میں خوف و دہشت کی لہر دوڑ رہی ہے جبکہ کئی علاقوں بچوں اور بزرگوں کا گھروں سے نکلنا محال ہو گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ شہر سرینگر سمیت وادی کے دیگر بڑے قصبوں میں درجنوں کی تعداد میں آوارہ کتے سڑکوں پر موجود رہتے ہیں جس کے باعث سورج غروب ہونے کے بعد لوگ روزمرہ میں استعمال کی جانے والی اشیاء کو جو بھی اپنے گھروں سے باہر آتے ہیں آوارہ کتے مختلف جگہوں پر نہ صرف ان کا راستہ روک دیتے ہیں بلکہ راہ گیروں پر حملہ کر کے انہیں کاٹ کر زخمی کر دیتے ہیں۔ شہر سرینگر کے لال چوک اور اسکے ملحقہ علاقوں جبکہ پائین شہر کے بیشتر علاقوں میں آوارہ کتے سڑکوں پر موجود رہتے ہیں جو کسی بھی راہ چلتے آدمی پر حملہ کر کے اس کو نشانہ بناتے ہیں۔ ادھر وادی کے دوسرے درجنوں دیہی علاقوں سے بھی موصولہ اطلاعات کے مطابق آوارہ کی بڑھتی تعداد کے نتیجے میں لوگوں میں زبردست خوف ودہشت کا ماحول پھیل گیا ہے جبکہ کئی علاقوں میں آوارہ کتوں نے کئی افراد پر حملہ کر کے ان کو کاٹ کھایا ہے۔ اسی دوران معلوم ہوا ہے کہ وادی کے دور دراز علاقوں میں قائم کئے گئے سرکاری شفاخانوں میں اینٹی رابز ویکسین دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے آوارہ کتوں کے حملوں کا نشانہ بننے والے افراد کو مہنگے داموں ویکسین خریدنے پر مجبور ہونا پڑ رہا ہے۔ نمائندے کے مطابق آوارہ کتوں نے پوری وادی میں رہنے والے لوگوں میں خوف ودہشت پھیلا دیا ہے اگرچہ سرکاری سطح پر وادی کے لوگوں کو اس مصیبت سے نجات دلانے کیلئے بار بار وعدے اور دعوے کئے گئے تاہم زمینی سطح پر کسی بھی طرح کی کارروائی عمل میں نہیں لائی جا رہی ہے جس کی وجہ سے لوگ اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کر رہے ہیں۔

موسم سرما شروع ہوتے ہی کشمیر وادی میں نفسیاتی بیماروں میں بھی اضافہ کا امکان

سرینگر/سردی کا موسم شروع ہونے کے ساتھ ہی نفسیاتی بیماروں میں اضافہ ہونے کا انکشاف کرتے ہوئے ماہر نفسیات کے ڈاکٹروں نے کہا کہ وٹامن ڈی کی کمی کے باعث انسان کے خیالات ایک دم بدل جاتے ہیں اور وہ ذہنی تناؤ محسوس کرتا ہے، چنار کے پتے گرنے کے ساتھ سڑک چھاپ مجنون بھی ڈپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں تاہم موسم گرما میں اس طرح کے بیماروں میں کافی کمی واقع ہوتی ہے۔ نمائندے سے بات کرتے ہوئے صدر اسپتال کے ماہر نفسیات یونٹ میں تعینات ایک ڈاکٹر نے اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ موسم کی تبدیلی بھی وادی کے لوگوں کیلئے کبھی کبھار وبال جان بن جاتا ہے۔ سردیاں شروع ہونے کے ساتھ ہی نفسیاتی بیماروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ ماہر نفسیات کے ڈاکٹر کے مطابق سردی کے موسم کے دوران وٹامن ڈی جو انسانی جسم کیلئے ضروری ہے۔ سرما کے موسم میں کم ہو جاتا ہے اور دماغ میں ایک سیل پر اس کا گہرا اثر پڑتا ہے جس کے نتیجے میں کئی افراد نفسیاتی بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ نفسیاتی ڈاکٹر کے مطابق کشمیر وادی میں سردی کے ایام کے دوران کم روشنی اور دھند چھانے کی وجہ سے بھی کئی افراد پر گشتہ ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے عادات اطوار کو تبدیل کر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر کے مطابق انہوں نے موسم کی تبدیلی کے سلسلے میں ایک سروے کی ہے جس میں اس بات کو شدت کے ساتھ محسوس کیا گیا کہ وادی کے لوگوں پر سردی کا زیادہ اثر پڑتا ہے جس کے دوران وہ نفسیاتی بیماریوں کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ موسم کی تبدیلی کے دوران اور سردی بڑھ جانے کے باعث کئی افراد کا سوچ ایک دم بدل جاتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کو دیکھنا نہیں چاہتے ہیں اور اکثر وبیشتر اپنے سوچوں میں گم ہو جاتے ہیں اپنے آپ سے باتیں کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر کے مطابق چنار کے پتوں کا رنگ تبدیل ہونے اور گرنے کے ساتھ ہی سڑک چھاپ مجنونوں میں بھی تبدیلیاں آتی ہیں اور وہ نفسیاتی بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ نفسیاتی ڈاکٹروں کے مطابق موسم کا مزاج تبدیل ہونے کے ساتھ ہی نفسیاتی بیماروں کی تعداد بھی بڑھ جاتی ہے۔

اشیاء ضروریہ اور گرم ملبوسات اور خشک سبزیوں کے نرخوں میں بے تحاشا اضافہ

سرینگر/موسم سرما کی آمد کے ساتھ ہی انتظامیہ اور متعلقہ محکمے کی خاموشی اور عدم توجہی سے دکانداروں اور ریڑھی والوں نے اشیاء ضروریہ خاص کر گرم ملبوسات اور خشک سبزیوں کے نرخوں میں بے تحاشا اضافہ کیا ہے اور وہ اپنے من مانی قیمتوں پر ان چیزوں کو فروخت کرتے ہیں۔ ''ولایت ٹائمز'' نے نقل کیا ہے کہ ''سی این آئی'' کے مطابق لوگوں نے الزام لگایا ہے کہ متعلقہ محکمہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا ہے جس کی وجہ سے گراں بازاری عروج پر ہے اور دکاندار کھلے عام اپنے شرائط اور قیمتوں پر اشیاء کو فروخت کرتے ہیں۔ مہنگائی کا جن بوتل سے باہر آیا ہے جبکہ وادی میں سبزی اور میوہ فروشوں نے عام آدمی کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ انتظامیہ کی بے حسی کی وجہ سے گراں بازاری آسمان کو چھو رہی ہے اور سردی کے باوجود خریداروں کے پسینے چھوٹ رہے ہیں۔ لوگوں کے مطابق عام آدمی کے مہنگائی کے ساتھ نبرد آزما ہونے کا آغاز ہوا ہے کیونکہ اشیاء ضروریہ کی قیمتوں میں ہوش ربا اضافہ ہونے کا سلسلہ چل پڑا ہے۔ نمائندے کے مطابق محکمہ امور صارفین کی غفلت شعاری کے نتیجے میں سرینگر سمیت وادی کے دوسرے قصبہ جات میں دکانداروں نے لوٹ کھسوٹ کا بے تحاشا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ شہر سرینگر میں سبزی و مرغ فروش صارفین کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔ بازاروں میں چیکنگ اسکواڈوں کی غیر موجودگی کی وجہ سے سبزی و مرغ فروش من مانیوں پر اتر آئے ہیں اور وہ من مانی قیمتوں پر مختلف قسم کی سبزیاں اور مرغ فروخت کر رہے ہیں۔

مذاکراتی عمل ایک خوش آئیند قدم، تاہم ماضی کی طرح مذاکرات برائے نام ثابت نہ ہوں: مولانا حامی

سرینگر/مذاکراتی عمل کو ایک خوش آئیند قدم قرار دیتے ہوئے امیر کاروان اسلامی علامہ غلام رسول حامی صاحب نے کہا کہ کشمیر کا مسئلہ ایک سیاسی مسئلہ ہے اور اس کا واحد اور مستقل حل بات چیت کے ذریعے سے ہی نکالا جا سکتا ہے۔ تاہم اس معاملے میں ہندوستان، پاکستان اور کشمیر کے سٹیک ہولڈرس کو ایک ہی میز پر بیٹھنے کی ضرورت ہے تب ہی کوئی ٹھوس حل ممکن ہے انہوں نے کہا کہ ماضی کی طرح مذاکرات کے لئے اقدام اٹھا کر پھر غفلت اور غیر سنجیدگی سے کام لیکر یہ لا حاصل مشق ہی ہوگی گنگن گاندربل میں ایک بھاری عوامی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے امیر کاروان اسلامی نے کہا کہ خالی بیان بازی اور اعلانات سے کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے بلکہ سنجیدہ اقدامات اٹھا کر مذاکراتی عمل کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے امیر کاروان نے کہا کہ مذاکراتی اقدامات اٹھانے سے پہلے سرکار ان سینکڑوں لوگوں کو جو طویل مدت سے سلاخوں کے پیچھے زندگی کے دن کاٹ رہے ہیں کو رہا کرنے کے اقدامات اٹھائیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات سمجھ سے باہر ہے کہ ڈھائی سال گزرنے کے بعد بھی ریاستی حکومت شراب ومنشیات پر دئے گئے عدلیہ کے فیصلے کو نافذ کرنے سے قاصر کیوں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہائی کورٹ کے بعد سپریم کورٹ نے ایک اہم پیش رفت کے تحت نیشنل ہائے ویز، زیارت گاہوں اور ہسپتالوں کے نزدیک شراب کی دکانوں کو بند کرنے کے احکامات جاری کئے تھے لیکن ریاستی سرکار کی غفلت شعاری اور لیت ولعل کی وجہ سے ابھی تک ان دکانوں کو بند نہیں کیا گیا۔

Karbala!

A tragic event

Once in Medina there was great personality,
Whose goal was only to help and mould society.
Grandson of Prophet, Hussain Ibn Ali,the great Imam
the real defender of Islam, beacon of truth
one day he left his home along with his family,
to face the death in the city of gloomy.
Reaching to Karbala he set up tents,
as he was known to all future events.
A man namely with devlish deeds,
illegally, who used to fulfil the lusty needs.
his actions were against Holy Quran,
he used to narrate his self styled meaning of Furkaan.
Hussain (a.s) till end, tried to teach them about real track,
To follow the Prophet and Quran for God's sake.
In return, he told Hussain to accept his teachings,
which were totally against Prophets preaching's.
Battle got started between the Truth and Falsehood,
To save Islam, Hussain (a.s) kept his oath.
Have you ever heard angels cry,
a vicious Yazid made them dry.
Oh God!Oh God! Oh god all they call.
From Zuljanah Hussain (a.s) is likely to fall.
a sudden shock and jerk was given by earth,
All creatures pay tribute to Hussain (as),as it was worth.
The Hussain (as) was beheaded ruthlessly,
Prophet along with Imams & Other Prophets left heaven quickly.
All of them reached Karbala for mourning,
In grief, they had made clothes torn.
the event of Karbala is really a tragic,
Where Imam Hussain taught us a logic.
In Karbala Yazidiayt was buried under the heap of dust,
but for rest,Hussain a.s is still in our chest.
Hussain a.s grief made us sad and pale,
On his ruthlessly killing we mourn and wail.
Our hearts are dejected as well as sad,
Some are crazy and some are mad.
In unpeeling grief, we find salty tears in eyes,
Some are little, some are big in size.
It is right time to shed these tears,
Verily, we have to continue it for years.
In the end, i am supposed to tell u all.
Whenever u need any help, just call!
Al.Madat Ya Hussain (a.s)
Al.Madat Ya Hussain (a.s)

Compiled by:Farhan irshad
R/o:Labertal Budgam
irshadhussain445@gmail.com

An Open Letter to Mr. Dineshwar Sharma

By: Saif Ali Budgami

Dear Dineshwar Sharma

I welcome you from the core of my heart to our Paradise Kashmir with the pleasant bouquets. On your resolution to 70 years long standing Kashmir issue peacefully and truthfully. You expect a dialogue of peace and honor, we too would not sadden you for being sad about Kashmiris.

Even though the expectations rotating since decades your pre examined introspection of Kashmir issue seems all reverse as well. Before starting your project your real strategies spoke up that could be the hindrances of resolution ahead. Your intention instead of winning the hearts of Kashmiri people created sheer hatred in people.

On commenting

" Kashmiris are ruining their future after, independence (Azaadi) or Islamic Caliphate"

It is certain that every Kashmiri would smile on reading your line.

Dear sir, you're not the first person to embrace the responsibility of resolving this 70 years long standing issue, rather thousands of reputed and highly experienced personalities shouldered the responsibility to resolve the issue. But have you pondered why all of them failed at a sudden before taking the responsibility?

The simple and clear answer to this question is that none of them understood the root cause of the issue. Everyone came with pre planned resolution without feeling the feelings, sentiments, emotions of the people.

" They spoke the language, that the audience (Kashmiris) didn't know "

Dear sir, We belong to the valley that was promised to host "Referendum" but the day of hostage never welcomed the valley for being guest.

You all come with your pre planned commentaries and enjoy yourselves then leave the valley by a short tweet.

"Kashmiri people are terrorists, ignorant, and violent."

But dear sir, remember you call it terrorism we call it struggle, you call it ignorance, we call it movement, you call it violence, we call it resistance."We hate the peace where there is no justice."

Don't expect peace under the banner of injustice. Thus your so called violence will last till the banner of justice will be hoisted. And justice for the people of Kashmir means to full fil our promise referendum and freedom (AZAADI).

I being a Kashmiri urgre to have answer of few questions from you.

1: How much time did M.K Gandhi and other freedom fighters ruin after(AZAADI)?

2: How non violent was Bhagwat Singh that he lastly wrote?

"My life has been dedicated to the noblest cause, that of the freedom of the country. Therefore, there is no rest or worldly desire that can lure me now."

3: What should we call these personalities Mangal Pandey, Madan Lal Dhingra, Udhan Singh and Batukeshwar Dutt?

Note down, Dear sir our Freedom Movement against India is similar to India's Freedom Movement against Britishers.

Therefore we love to ruin our future for our future generations like your freedom fighters ruined their future for you. You don't want to see another Syria of India, we too don't want to be the another Palestine of India. You don't want to see another Libya, we too don't want to be another Myanmar.

If you are really worried about Kashmir then being Kashmiri I request you to understand the root cause of the issue and sentiments of the common people. You have no way except accepting, there is no solution of Kashmir issue with out "Referendum".

I hint you the recently contested parliamentary elections in Srinagar constituency which received just 5% of votes and other two constituencies Baramula and Anantnag are still un contested. Thus you could get the practical proof that people of Kashmir are no more willing to stay with India.

Kashmiris are not the laboratory chemicals for your experiments. We are humans and we have feelings and human rights, to live free accordingly.

Despite all, every Kashmiri will be ready to talk to you on condition that you accept **" Kashmiri Freedom Movement"** is stood on legal basis. It is not the personal Movement of any Hurriyat leaders or any other organization but it is the collective Movement of all the people Kashmir based on truth, justice, promise and freedom.

In the end I thank you for being pained for we oppressed people and we hope that you will not only work for your project but also for we tyrannized people as well.

E-mail: saifaly100@gmail.com

Kashmir;the land of Flowers is bleeding Since Decades

Heaven never gets converted into hell until it is made, and indeed they take adequate steps to make my land complete hell by their oppression and suppression. My pen can't explain what my Kashmir was and what it is now, as even penning down the word, Kashmir, pen starts bleeding and consumes its all ink even on writing the word, Kashmir.

Shujaat Hussain

Kashmir, a land of heaven, is known for its beauty. The nature over Kashmir gives more peace of mind and the bunch of tranquility in oneself even provides love to a man. Kashmir is called as paradise on earth not only because of its salubrious nature and beautiful surroundings, but the people of Kashmir have also contributed to its beauty. The people of Kashmir have accelerated others' love for Kashmir by their hospitality they give to all guests, as thousands of tourists come to visit Kashmir from various parts of world, are treated as family members. Whosoever visits Kashmir, he gets deeply affected by Kashmir even its people.

Since, Human Right violations are greatly found in Kashmir, as brutality has crossed its limits here, every Kashmiri who speaks up against India's oppression in Kashmir, either is being Jailed for years or killed by forces. The tranquility which was our fortune has been snatched to us, even now our hopes seem to be dead and perturbation has incarcerated our hearts. The people who were termed as "Innocents and affectionate," now they are being termed as terrorists which then reflects that whole Kashmir is a terrorist state, but the reason behind all is that we speak against oppression done to us. A Kashmiri mother who sometimes used to send her children to school hopefully that they would come back, now even she sends school them by murmaring that would my children come back or not, which is enough to understand why she thinks so, as whosoever leaves home, has a hope that either a bullet or a pellet would come in his way. Several mothers have lost their sons, several sisters have lost their brothers, several wives have lost their husbands, and several daughters have lost their fathers. The threat has widely spread in our valley like a wave in ocean which in turn results in Tsunami. In fact, a beautiful face has turned into ugliness, a happy face has turned into sadness, a joyful face has turned into joylessness, chanting breeze has turned into silence, a flower has turned into cactus, amenity has turned into non-amenity, and after all my land has turned into graveyard of youth. Besides, blood spilled everywhere, and my pen indubitably, consumes its ink in describing despair, devastation/tyranny and vandalism through the symbol of "silence, stones, fire, pellets, blood and lamentation of mothers."

It is certain that when two haploid cells get fused, they form a complete cell (diploid),thus survive. Similarly, when two or more oppressed people meet, their weakness gets ended and they become bold, which applies on Kashmir too, because people live here with this belief/expectation that we all Kashmiris are at same position. In Kashmir, each and everyone has become the victim of oppression. Heaven is the place in which life is stable and satisfied, in which all around is happiness and joy, in which humanity exists, in which even name "oppression" has no existence, in which creatures sing the songs of love, in which sympathy for others is mandatory, in which all are busy in worshiping the Almighty Allah, in which envy doesn't lie, and in which tranquility is the oxygen. Heaven can't be called as heaven until it serve creatures especially a man, as without life, heaven has no value and seems to be a burden (because when no one gets benefitted by it). So, how can now we call our land a heaven on earth as here opposite things of those things which must be in a heaven, occur. Heaven never gets converted into hell until it is made, and indeed they take adequate steps to make my land complete hell by their oppression and suppression. My pen can't explain what my Kashmir was and what it is now, as even penning down the word, Kashmir, pen starts bleeding and consumes its all ink even on writing the word, Kashmir.

Here is my poem in which I (Shujaat Hussain) prays for the freedom of Kashmir and other oppressed lands:-

O' Allah! You are listener, listen my pray
Fulfill my hope, embellish my confidence
Kashmir, the oppressed land, all existence
Free it, end oppression, dawn a new day!

Printer,Publisher & Owner:Waseem Raja;Editor in Chief:Waseem Raja;Ass.Editor:Mohammad Afzal Bhat;R.N.I No:JKBIL/2015/6342
Published From:Maisuma Bazar,Gaw Kadal Srinagar (J&K);Adms.Office:Natipora Sgr; Printed at:Khidmat Offeset,Abi Guzar The Bund,Srinagar;
Contact:+91-9419001884;Email:editorwilayattimes@gmail.com; Website:www.wilayattimes.com

2nd Year of Publication Srinagar

WILAYAT Weekly TIMES

دل میں ہے مجھ بے عمل کے
داغ عشق اہل بیت
ڈھونڈتا پھرتا ہے دامن ظلِ
حیدرؑ کے لئے

www.wilayattimes.com

Vol:03 | Issue:30 | Pages:08 | 6th Nov 2017 to 12th November 2017 | Rs.5/-

Safar-e-Arbaeen

A Journey of 90 km by foot from Najaf to Karbala

There no one asks about your religion or sect, Every zair is honorable and every zair get treated like royalty. Even the poor who don't have anything to serve zaireens managed to give tissue papers to zaireens and sometimes massaging their feets and back and encouraging them. They don't take even a single penny from zaireen for their services.

By Sajad Hussain

There were times when I was packing and I'd sit back and wonder as to what it 'll actually be like to walk on the roads to heaven.

From last two years, I'm fortunate enough to participate in the most significant event, In the walk from Najaf to Karbala.

It's true that traveling teaches a person very much but there are few journeys that not only bring change within us but also leave a footprints and mark in our souls. It's not possible to express my exact feelings that I felt there but I'll try my best to convey at least a small part of that amazing experience. This journey is not an ordinary journey and neither those people can be ordinary who get the opportunity to take a part in this spiritual walk.

When I started this walk I could sense that my soul was longing to meet its master. Walking 90km by foot wasn't that easy but walking to Imam (a.s) didn't make me feel dizzy. The road was long I used all my power to walk to his door whose head was cut off his body yet his victory still roars. Not everyone gets this lucky to walk on this roads. No words can describe the atmosphere and the feeling you have whilst you are there, present with millions of people all there for the same cause. All there to keep the message of Imam Hussain (a.s) Alive.

While we're walking there were continuous Latmiayah playing in the background and you could see the elderly who can bearly walk dragging their feet just to reach Karbala. Honestly just remembering it give me goosebumps. It's so hard to explain that how I felt to be there and watching people from all cultures and sects chanting" Labaik Ya Hussain (a.s) " in one tune. It was the most beautiful thing that I've ever witnessed in my life. I felt like all my sorrows and pains healed while walking towards my master's shrine. I almost forget everything and everyone in the world and the only thing that was going my mind was the sight of my Moula (a.s).

Every heart was torn with his grief and every eye was moist. There were people who were serving the Zaireens (Pilgrims) and they were so down to earth, there only wish was to serve the visitors of Moula (a.s). All of them opened their houses for any zair (Pilgrim) who wanted to take some rest.

There no one asks about your religion or sect, Every zair is honorable and every zair get treated like royalty. Even the poor who don't have anything to serve zaireens managed to give tissue papers to zaireens and sometimes massaging their feets and back and encouraging them. They don't take even a single penny from zaireen for their services.

Even they take that dirt from under the feet of zaireen to rub them on their face and even keep this dirt in their homes for beauty. They give so much respect just because he is a visitor of Moula (a.s).

I just can't explain the feeling when I first saw the shrine of Moula Ghazi Abbas (a.s) after a long walk. It was almost impossible to stop my tears, I did Sajdae Shukar at that very moment. I felt like I was at home.

It's a dream that lives out every day, To die on his way is what I always wish. I'll sacrifice everything, I'll sacrifice my life just for the opportunity to see this road again, to walk on this road to heaven again. I really just want to go back.

May we all be gifted with this amazing and beautiful opportunity again In Sha Allah made my day.

"اللهم ارزقنا شفاعة الحسين يوم الورود"

Translation: "May Allah Grant you intercession of Imam Hussain a.s on your first night in grave"